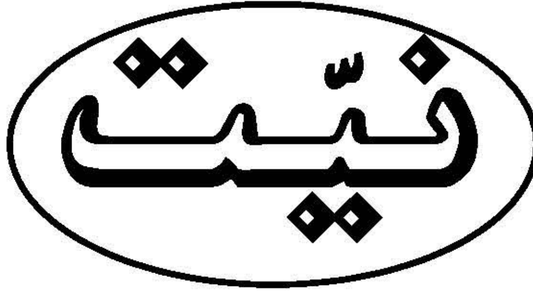
نماز وروزہ کی



تحریر

ابوعدنان محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ الخبر (سعودی عرب)

نشروتوزیع

توحید پبلیکیشنز پ ویناوسب بنگلور انڈیا

نامِ کتاب ☆ نماز وروزہ کی نیّت

تالیف ☆ ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترتیب وتدوین ☆ آنسہ شکیلہ قمر

کمپوزنگ ☆ مسعود سہیل شاہد ستار

طبع اول ☆ ۲۰۰۲ء / باہتمام مولانا غلام مصطفیٰ فاروق

محمد رحمت اللہ خان (اڈووکیٹ)

پاکستان میں ملنے کے پتے:

مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ ولا ہور

المکتبہ السّلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور

اسلامی اکیڈمی، اردو بازار، لاہور

احمد بک کارپوریشن، راولپنڈی

نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ،

اردو بازار، لاہور

ہندوستان میں ملنے کے پتے:

توحید پبلیکیشنز، ایس. آر. کے. گارڈن

بنگلور۔فون. ۶۶۵۰۶۱۸

چارمینار بک سٹور

چارمینار روڈ، شیواجینگر، بنگلور۔ا

فہرستِ مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمة

﴿ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُہ‘ وَنَسْتَعِيْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئٰاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَه‘وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ﴾

اَمَّا بَعْدُ:

معزز سامعین! اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ رسالہ دراصل ہماری چند ریڈیائی تقاریر کا مجموعہ ہے جو ریڈیو متحدہ عرب امارات ام القیوین کی اردو سروس سے نشر ہونے والے ہمارے روزانہ کے پروگرام ''دین و دنیا'' کے تحت نشر کی گئی تھیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہماری لخت جگر آنسہ شکیلہ قمر کو کہ اس نے ہماری تقاریر کے اسکرپٹس کو اس کتابی شکل میں ڈھال کر قارئین کیلئے باعثِ استفادہ بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمارے اور اس کی طباعت و اشاعت میں کسی بھی رنگ میں حصہ لینے والے ہر شخص کیلئے اجر و ثوابِ دارین کا ذریعہ بنائے، اور اسے شرفِ قبول سے نوازے۔ آمین۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر

وداعیہ متعاون' مراکزِ دعوت وارشاد

الدمام' الخبر' الظہران (سعودی عرب)

نماز کی نیّت

نیّت اوراس کا حکم:

یہ بات تو معروف ہے کہ تمام نیک اعمال میں نیّت [1] کو گہرا عمل دخل حاصل ہے۔ یہاں تک کہ صحیح بخاری و مسلم، سنن اربعہ و مسند احمد او دیگر کتبِ حدیث میں حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے:

﴿إِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات﴾ [2] اعمال کا دارومدار نیّت پر ہے۔

نیّت واجب بلکہ شرط ہے، اوراس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔امام بخاریؒ نے کتاب الایمان کے آخر میں ایک عنوان یوں خائم کیا ہے:

﴿ بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ الْاَ عْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَالْحِسْبَةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوَى، فَدَخَلَ فِيْهِ الْاِ يْمَانُ وَالْوُضُوْءُ وَالصَّلٰوةُ وَالزَّكَاةُ وَ الْحَجُّ وَالصَّوْمُ وَالْاَحْكَامُ ﴾ [3]

اس چیز کا بیان کہ عملوں کا دارومدار نیّت پر ہے، اور ہر کسی کے لئے وہی ہے جسکی اس نے نیّت کی، تواسمیں ایمان، وضوء، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور تمام احکامات و معاملات داخل ہیں۔

یہاں امامِ موصوف نے نیّت کے وجوب وشرطیّت کی طرف اشارہ فرما دیا ہے۔[4]

---

[1] یہ رسالہ دراصل ہماری چند ریڈیائی تقاریر کا مجموعہ ہے جو ریڈیو متحدہ عرب امارات، ام القیون سے نشر ہوئیں۔
[2] بخاری، حدیث (۱) مسلم مع نووی ۷/۱۳/۵۳، صحیح ابی داوٗد للالبانی، حدیث (۱۹۲۷)، صحیح ترمذی للالبانی (۱۳۴۴)، صحیح النسائی للالبانی حدیث (۷۳)، ابن ماجہ (۴۲۲۷) [3] بخاری ۱/۱۳۵ [4] فتح الباری ابن حجر ۲/۲۱۸ بعنوان تنبیہ

اور یاد رہے کہ عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث:

﴿إِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ﴾ اعمال کا دارومدار نیّت پر ہے۔

بڑی معروف ہے جو کہ صحیحین وسننِ اربعہ اور مسند احمد میں ہے، اور بخاری شریف کی پہلی یہی حدیث ہے۔

نماز شروع کرنے سے قبل بھی دل میں یہ قصد وارادہ یا نیّت کر لینی چاہیئے کہ میں فلاں نماز فلاں وقت اور اتنی رکعتیں، اکیلے یا امام کے ساتھ پڑھنے لگا ہوں۔ اور اس سے میرا مقصود ارشادِ الٰہی کی تعمیل اور رضاءِ الٰہی کا حصول ہے۔ اور نیّت چونکہ دل سے تعلق رکھنے والا فعل ہے، اس لیئے اس کے الفاظ کا زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ جن سے نماز اور دیگر احکامِ دین کی کلّیات ہی نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے جزوی مسائل بھی ثابت ہیں۔ آپ ﷺ سے نماز کی نیّت کے الفاظ ثابت نہیں ہیں۔ اگر آپ ﷺ بھی نماز کی نیّت زبان سے کرتے ہوتے یا اپنی امت کیلیئے آپ ﷺ اسے ضروری خیال فرماتے تو اسکی ضرور ہی تعلیم فرما دیتے، مگر آپ ﷺ سے ایسی کوئی صحیح وحسن تو کیا، ضعیف حدیث بھی ثابت نہیں ہے جس میں نیّت کے الفاظ وارد ہوئے ہوں۔ اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے تعلیماتِ رسول ﷺ کو پوری امانت ودیانت اور ذمہ داری کیساتھ آگے پہنچایا ہے اور نبی ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کے تمام پہلوؤں کو امّت کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ انہوں نے بھی زبان کے ساتھ نیّت کے الفاظ ادا کرنے کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا اور خود خلفاءِ راشدین اور عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام وآئمہ اربعہؒ میں سے کسی ایک سے بھی ایسا کرنا ثابت نہیں ہے۔

آپ حدیث وفقہ کی چاہے کوئی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں، آپ کو کہیں سے بھی اس زبانی نیّت کا یہ ثبوت ہرگز ہرگز نہیں ملے گا، کہ یہ طریقہ نبی اکرم ﷺ، خلفاءِ راشدین وصحابہ رضی اللہ عنہم یا آئمہ کرام رَحِمَهُمُ اللهُ کا ہے۔ تو اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ بعض فقہی کتب اور نماز کے بارے میں لکھی ہوئی کتابوں، کتابچوں اور رسالوں میں زبان سے نیّت کرنے کا ذکر اور اس کے الفاظ مؤلفین یا ان سے پہلے والے علماء وفقہاء کے محض ذاتی خیالات ہیں جو ایسے امور میں شرعی حجت نہیں ہیں، جن کا داعیہ خود نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ مسعود میں موجود تھا اور کوئی امرِ مانع بھی نہیں تھا اسکے باوجود آپ ﷺ نے انہیں نہ کیا، نہ کرنے کا حکم دیا۔

لغوی وشرعی یا اصطلاحی معنیٰ:

اس مسئلہ کو اور بھی آسان طریقہ سے سمجھنے کیلئے لفظِ ''نیّت'' کے لغوی وشرعی یا اصطلاحی معنیٰ کا علم بہت ضروری ہے۔ لہٰذا لغت کی معروف و متداول کتابوں میں سے قاموس المحیط، مختار الصحاح، المنجد اور المعجم الوسیط وغیرہ میں لفظِ نیّت نکال کر دیکھ لیں۔ ان سے بھی پتہ چل جائیگا کہ نیّت دل کا فعل ہے نہ کہ زبان کا۔ چنانچہ اہلِ لغت لکھتے ہیں:

﴿نَوَى الشَّيءَ أَيْ قَصَدَهُ وَ عَرَفَهُ وَ مِنْهُ النِّيَّةُ فَإِنَّهَا عَزْمُ الْقَلْبِ وَ تَوَجُّهِهِ وَ قَصْدِهِ إِلٰى شَيْءٍ ﴾۵

نَوَى الشَّيءَ کا معنیٰ کسی چیز کا قصد کرنا اور اس کا عزم کرنا ہے۔ اور اسی سے لفظِ نیّت ہے اور اس کا معنیٰ دل کا عزم و توجّہ اور کسی چیز کا قصد وارادہ کرنا ہے۔

۵ القاموس ۴/۴۰۰ حلبی مصر، المعجم الوسیط ۱/۲/۹۶۵ استنبول، المنجد، مختار الصحاح ص ۶۸۷ دار القلم۔ بیروت

اور نیّت کا شرعی و اصطلاحی معنی بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں یوں لکھا ہے:

﴿وَالشَّرْعُ خَصَّصَهُ بِالْإِرَادَةِ الْمُتَوَجِّهَةِ نَحْوَ الْفِعْلِ لِإِبْتِغَاءِ رِضَاءِ اللّٰهِ وَ إِمْتِثَالِ حُكْمِهِ﴾ ۲

شریعت نے نیّت کے معنی کو کسی کام کا ارادہ اور توجہ کے ساتھ خاص کر دیا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء اور اسکے حکم کی تعمیل کیلئے ہو۔

تو گویا اعمال میں قصد و عزم یا قلبی نیّت کا اعتبار ہوگا، زبان سے کہے ہوئے الفاظ خصوصاً جبکہ وہ قرآن وسنت سے ثابت بھی نہیں بلکہ خود ساختہ ہیں، وہ معتبر نہیں ہونگے۔

کبار آئمہ کی تصریحات:

کبار آئمہ کی تصریحات سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ نماز و روزہ وغیرہ کی نیّت کو زبان سے ادا کرنا خود ساختہ و من گھڑت فعل ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ: شیخ الاسلام اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

﴿فَإِنَّ الْجَهْرَ بِالنِّيَّةِ لَايَجِبُ وَلَا يُسْتَحَبُّ لَافِيْ مَذْهَبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ لَا اَحَدٍ مِّنْ آئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ بَلْ كُلُّهُمْ مُتَّفِقُوْنَ عَلٰى أَنَّهُ لَا يُشْرَعُ الْجَهْرُ بِالنِّيَّةِ بِاتِّفَاقِ آئِمَّةِ الدِّيْنِ﴾ ۷

جہری (یعنی زبان سے) نیّت نہ واجب ہے نہ مستحب۔ نہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب میں اور نہ ہی دوسرے آئمہ اسلام میں سے کسی کے مذہب میں، بلکہ وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ زبانی نیّت کرنا مشروع نہیں ہے۔ اور جس نے جہری نیّت کی، وہ خطا کار اور مخالفِ سنت ہے اور اس پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے۔

---

۲ فتح الباری ۱/۱۳

۷ فتاویٰ کبری ابن تیمیہ ۲/۳۷۵

اس کے علاوہ شیخ الاسلام موصوف نے متعدد دیگر مقامات پر بھی کئی سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے زبان سے نیّت کرنے کے عدمِ جواز اور اسکی کراہت اور بدعت ہونے کا تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ:

﴿مَحَلُّ النِّيَّةِ الْقَلْبُ دُوْنَ اللِّسَانِ بِاتِّفَاقِ آئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ جَمِيْعِ الْعِبَادَاتِ﴾

نیّت کا مقام دل ہے نہ کہ زبان اور تمام آئمہ اسلام کا تمام عبادات کے سلسلے میں ایسی ہی نیّتِ قلبی پر اتفاق ہے۔

''نیّت'' کے بارے میں امام ابن تیمیہؒ کے گراں قدر فتاویٰ کی تفصیل مطلوب تو مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۱۷ تا صفحہ ۲۵۵ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

علاّمہ ابن قیّمؒ:

علاّمہ ابن قیّمؒ نے زادالمعاد میں نیّت کے موضوع پر بڑی عمدہ اور تحقیقی بات کہی ہے۔ وہ نماز کیلئے زبان سے نیّت کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

﴿كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَمْ يَقُلْ شَيْأً قَبْلَهَا وَلَا تَلَفَّظَ بِالنِّيَّةِ اَلْبَتَّة﴾۸

نبی اکرم ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس سے پہلے ہرگز کچھ نہ کہتے نہ ہی نیّت کے الفاظ ادا فرماتے تھے۔

اور اس سے آگے علاّمہ ابن قیّمؒ لکھتے ہیں کہ نیّت کے الفاظ کسی صحیح تو کیا ضعیف حدیث میں بھی وارد نہیں ہوئے۔ اور یہ کسی مسند حدیث میں تو کیا ہونگے، یہ تو کسی مرسل

۸ زادالمعاد ابن قیم ۱/۲۰۱

روایت میں بھی نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں۔اور نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہونا تو دور کی بات ہے، یہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی کسی سے ماثور و منقول نہیں۔اور نہ ہی تابعین و آئمہ اُربعہ میں سے کسی نے زبان سے نیّت کرنے کو مستحسن کہا ہے۔۹

لٰہذا دل کی نیّت و ارادے پر ہی اکتفا کرنا مسنون عمل ہے۔اور اسی کی تائید متعدد فقہاء و علماء احناف سے بھی ملتی ہے۔

زبان سے نیّت کے الفاظ ادا کرنا نبی اکرم ﷺ، خلفاء راشدین و صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین و آئمہ اربعہ رَحِمَھُمُ اللّٰہ کسی سے بھی ثابت نہیں ہیں، بلکہ یہ ایک خودساختہ فعل اور بہت بعد کی ایجاد ہے۔اور علّامہ ابن قیم کی کتاب زاد المعاد سے ایک اقتباس ہم نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے۔جبکہ موصوف اپنی دوسری کتاب ''**اغاثة اللهفان من مصايد الشيطان**''، میں بھی اس موضوع پر بڑی قیمتی باتیں لکھ گئے ہیں۔

اس میں بھی اس کی لغوی تشریح اور عدمِ ثبوت کے بعد لکھا ہے کہ جو شخص وضوء کرنے کے لئے بیٹھ گیا، اس نے وضوء کی نیّت کر لی، اور جو شخص کوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا، اس نے اس نماز کی نیّت کر لی۔اور کوئی بھی عقلمند انسان ایسا نہیں ہوگا جو کوئی بھی عبادت بلا نیّت ہی کر لے، بلکہ انسان کے افعالِ مقصودہ کیلئے نیّت ایک لازم امر ہے جس کیلئے کسی نئی کوشش و محنت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر کوئی شخص اپنے اختیاری افعال کو نیّت سے خالی کرنا چاہے گا تو یہ اس کے بس سے باہر ہوگا۔

اور تھوڑا آگے جا کر لکھتے ہیں کہ جو شخص کسی امام کی اقتداء میں ظہر کی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا

۹ زاد المعاد ابن قیم ۱/۲۰۱

ہو جائے تو اسے اب کیا شک باقی رہ جاتا ہے (کہ جسے دور کرنے کیلئے وہ نیّت کے نام سے ایجاد کی گئی گردان پڑھتا ہے) اور اگر کوئی شخص اسے راستے میں ملے اور پوچھے، کدھر کا ارادہ ہے تو بلا توقّف کہہ اٹھے گا کہ میں نماز ظہر کیلئے مسجد جا رہا ہوں اور مسجد میں امام کے ساتھ نماز ہو گی تو یہ امور ایسے ہیں کہ کوئی بھی سمجھدار اسکے بارے میں شک میں مبتلا نہیں ہو سکتا، تو پھر اس نیّت کے الفاظ کا کیا معنیٰ؟

اور اس سے بھی تعجب انگیز بات تو یہ ہے کہ قرائن کی وجہ سے دوسروں کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ شخص کیا کرنے جا رہا ہے۔ پھر خود اسے وہی بات دہرانے کی کیا ضرورت ہے؟ مثلاً اگر مسجد میں لوگوں کے مابین کسی آدمی کو کوئی بیٹھا ہوا پائے تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ یہ جماعت ہونے کا انتظار کر رہا ہے، اور اقامت ہونے پر جب وہ صف میں کھڑا ہو تو وہ دیکھنے والا سمجھ لے گا کہ یہ نماز باجماعت پڑھنے لگا ہے۔ اور جب ایک شخص صف سے آگے اکیلا ایک مخصوص جانماز پر کھڑا ہو جائے تو دیکھنے والا بلا تردّد سمجھ لے گا کہ یہ امامت کرائے گا۔ اور جو لوگوں کی صف میں ہو گا وہ کسی امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے گا۔

اور جب دوسرے اس کی نیّت کو قرائن سے جان لیتے ہیں تو کیا یہ خود نہیں جانتا؟ جبکہ وہ تو اپنے دل کی بات بھی جانتا ہے۔ پھر اب لفظوں میں نیّت کو دھرانا شریعت کی مخالفت، سنت سے بے رغبتی اور تعاملِ صحابہ سے لاپرواہی کے سوا کچھ نہیں۔ اور پھر حاصل چیز کا حصول اور موجود شیء کی ایجاد ممکن نہیں ہوتی۔ کیونکہ کسی چیز کو ایجاد کرنے کی شرط یہ ہوتی ہے کہ وہ چیز معدوم و بے نشان ہو۔ لہٰذا موجودہ چیز کی ایجاد ایک محال امر ہے۔

اور پھر اپنے شیخ ابن تیمیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لوگوں میں سے بعض

دسیوں اختراعات وبدعات پر عمل پیرا ہوتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے تو کیا ثابت ہونگی، صحابہ میں سے بھی کسی سے ان کا پتہ نہیں چلتا۔ جیسے کوئی صاحب تعوّذ پڑھ کر کہیں: میں حاضر وقت نمازِ ظہر کے فرض اللہ تعالیٰ کیلئے ادا کرنے لگا ہوں بحیثیت امام یا مقتدی کے چار رکعتیں اور میں قبلہ رو ہوں (یا پھر جیسے کہ معروف ہے چار رکعت نماز فرض اللہ تعالیٰ کیلئے پیچھے اس امام کے اور منہ قبلہ شریف کی طرف) اور پھر بعض لوگ یہ گردان پڑھتے وقت اپنے جسم پر عجیب سی کیفیت طاری کر لیتے ہیں کہ گردن کی نسیں تک تن جاتی ہیں اور بالآخر وہ ایسے اللہ اکبر کہتے ہیں جیسے کسی دشمن کے مقابلے میں نعرۂ تکبیر بلند کر رہے ہیں:

﴿وَ لَوْ مَكَثَ اَحَدُهُمْ عُمُرَ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيُفَتِّشَ هَلْ فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَوْ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ شَيْئاً مِنْ ذَالِكَ لَمَا ظَفَرَ بِهٖ إِلَّا اَنْ يُّجَاهِرَ بِالْكِذْبِ الْبُحْتِ فَلَوْ كَانَ خَيْرٌ لَسَبَقُوْنَا اِلَيْهِ وَلَدَلُّوْنَا عَلَيْهِ، فَاِنْ كَانَ هٰذَا هُدًى فَقَدْ ضَلُّوْا عَنْهُ، وَاِنْ كَانَ الَّذِيْ كَانُوا عَلَيْهِ هُوَ الْهُدٰى وَالْحَقُّ، فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ

اگر کوئی شخص عمرِ نوح علیہ السلام لیکر آئے، اور اس بات کی تلاش شروع رکھے کہ ایسی نیّت نبی اکرم ﷺ نے یا آپ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی نے کی ہے یا نہیں؟ تو بھی اسے کامیابی نہیں ہوگی سوائے اسکے کہ کوئی شخص صریح دروغ گوئی یا کھلا جھوٹ بولے۔ اور اگر ایسی نیّت کرنا خیر کا کام ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سبقت لے گئے ہوتے اور یہ بات ہم تک پہنچائی ہوتی۔ اور اگر یہ ہی اصل ہدایت ہے تو پھر صحابہ کرام تو (نعوذ باللہ) اس سے بے خبر ہی رہے۔ اور اگر، ہدایت وہ ہے

إِلَّا الضَّلَالُ ﴾ ١٠	جس پر وہ تھے اور وہی حق ہے تو پھر حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا ہے؟

امام نوویؒ:

ایسے ہی خیالات امام نوویؒ کے ہیں، جن کی تفصیل روضۃ الطالبین (۲۲۴/۱) اور صفۃ صلوٰۃ النبی (صفحہ۴۲) پر دیکھی جاسکتی ہے۔

علماء وفقہاءِ احناف کے اقوال:

نماز یا روزے کی نیّت کے بارے میں کوئی دلیل نہ ہونے کی وجہ سے مشائخ الاسلام امام نوویؒ، ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ پر ہی بس نہیں بلکہ فقہاء وعلماءِ احناف بھی دل کے ارادے کا نام ہی نیّت بتاتے ہیں، چنانچہ:

صاحب ہدایہ: فقہ حنفی کی معروف ومتداول کتاب ہدایہ کے باب شروط الصلوٰۃ میں علاّمہ برہان الدین مرغینانی لکھتے ہیں:

﴿وَالنِّيَّةُ هِيَ الْإِرَادَةُ، وَالشَّرْطُ أَنْ يَّعْلَمَ بِقَلْبِهِ أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّيْ اَمَّاالذِّكْرُ بِاللِّسَانِ فَلَا مُعْتَبَرَ بِهِ﴾ ١١	نیّت ارادے کا نام ہے اور شرط یہ ہے کہ دل سے یہ معلوم ہو کہ وہ کونسی نماز پڑھنے لگا ہے۔ اب رہا زبان سے نیّت کرنا تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

١٠ اغاثۃ اللھفان ابن قیم ۱۳۶/۱۔۱۳۹

١١ ہدایہ مرغینانی ۹۶/۱

اوراس سے تھوڑا آگے موصوف نے لکھا ہے:

﴿وَيَحْسُنُ ذَالِكَ لِاجْتِمَاعِ عَزِيْمَةٍ﴾ عزم کی پختگی کیلئے زبان سے نیّت کرنا مستحسن ہے۔

جبکہ یہ استحسان محض ان کی ذاتی رائے ہے، جو نیّت کے لغوی وشرعی معنی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی، لہٰذا ان کے وہی الفاظ قابلِ عمل ہیں جو لغت وشرع ہر دو اعتبار سے مفہوم ومعنیٔ نیّت کے مطابق ہیں۔

سنتِ نیّت سے مراد:

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ فقہی کتب میں جو یہ مذکور ہوتا ہے کہ زبان سے نیّت کرنا سنت ہے، تو اسکے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے ہدایہ کے فاضل محشّی نے لکھا ہے کہ اس مقام پر لفظِ سنّت کی وہی تاویل صحیح ہے، جو مراقی الفلاح میں کی گئی ہے:

﴿مَنْ قَالَ مِنْ مَشَائِخِنَا اَنَّ التَّلَفُّظَ سُنَّةٌ لَمْ يُرِدْ سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ بَلْ سُنَّةَ بَعْضِ الْمَشَائِخِ﴾ ۱۲ ہمارے مشائخ میں سے جس نے یہ کہا ہے کہ نیّت کا تلفّظ (زبان سے نیّت کرنا) سنّت ہے تو اس سے مراد سنتِ رسول ﷺ نہیں ہوتی، بلکہ بعض مشائخ کا طریقہ مراد ہوتا ہے۔

---

۱۲ حاشیہ ہدایہ ۹۶/۱

علاّمہ عینیؒ:

صاحبِ ہدایہ کے طرح ہی علماءِ احناف میں سے ہی ایک معروف عالم علاّمہ بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں:

﴿لا عِبْرَةَ بِالذِّكْرِ بِاللِّسَانِ لِأَنَّهُ كَلَامٌ لَا نِيَّةٌ ﴾ ۱۳	زبان سے نیّت کرنے کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ زبان سے تو کلام صادر ہوتا ہے نہ کہ نیّت۔

مولانا عبدالحق دہلویؒ:

علماء احناف میں سے ہی ایک فاضل جناب مولانا عبدالحق دہلوی گزرے ہیں انھوں نے اشعة اللمعات میں لکھا ہے:

﴿علماء در نیّت اختلاف کرده اند بعد از اتفاقِ همه بر آن بجهر گفتنِ آن نا مشروع است، تلفظ شرطِ صحتِ نماز است یا نه؟ صحیح آنست که شرط نیست و مشروط دانستنِ آن خطااست﴾ ۱۴	علماء کا نماز کی نیّت کے بارے میں اختلاف ہے، جبکہ اس امر پر سبھی متفق ہیں کہ جہراً نیّت کرنا تو نا جائز ہے۔ اور اختلاف اسمیں ہے کہ لفظوں سے (زبان سے) نیّت کرنا نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے یا نہیں؟ اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ شرط نہیں اور اسے شرط ماننا غلط ہے۔

۱۳ شرح تحفہ بحوالہ راہِ سنت ص۱۲۰۔۱۲۳ ازمولانا محمد صدیق صاحبؒ، سرگودھا۔

۱۴ فتاویٰ علماء حدیث مولانا علی محمد سعیدی ۳/۸۷، الشعة اللمعات بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور۔ جلد ۴۳ شمارہ ۱۳ بابت ۱۲/رمضان ۱۴۱۱ھ؛ مارچ ۱۹۹۱ء

انہوں نے ہی یہ بھی لکھا ہے:

﴿باید دانست که نیّت کارِ دل است، بزبان گفتن حاجت نبود. واگر بزبان گوید و دل غافل باشد، اعتبار نه دارد﴾	یادرہے کہ نیّت دل کا فعل ہے جسے زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔اوراگرزبان سے کہے لیکن دل غافل ہوتو پھرزبان سے کہے ہوئے کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

اس سے آگے موصوف نے بھی صاحبِ ہدایہ کی طرح فقہاء کی طرف سے مشورہ دیا ہے جس کا خیرالقرون سے کوئی ثبوت نہیں ملتا،جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جاچکا ہے۔

اورآگے چل کرتحریرفرماتے ہیں:

﴿محدِّثاں گویند که در هیچ جا روایت از حضرت رسول ﷺ نیامده که نیّت بزبان گفتے﴾ [۱۵]	محدّثین کرام کا کہنا ہے کہ کسی کتاب میں زبان سے نیّت کرنے کا نبی اکرم ﷺ سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

اورمزیدفرماتے ہیں کہ سنت واتباع (رسول ﷺ) یہی ہے کہ نیّت صرف دل سے کریں اورجس طرح کسی اورکام کے کرنے میں اتباعِ رسول ﷺ ضروری ہے،ایسے ہی کسی کام کے ترک کرنے میں بھی اتباع واجب ہے۔اورجوشخص کسی ایسے کام پرمداومت وہیشگی کرتا ہے جوشارع علیہ السلام نے نہیں کیا،ایسا شخص محدّثین کرام کے بقول بدعتی ہوتا ہے۔[۱۶]

---

[۱۵] اللمعات ص۱۹ بحوالہ راہِ سنت ایضاً۔

[۱۶] بحوالہ راہِ سنت وفتاویٰ علماءحدیث

مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ: ایسے ہی کبار علماءِ احناف میں سے مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ نے عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ میں لکھا ہے:

﴿اَلْإِکْتِفَاءُ بِنِیَّةِ الْقَلْبِ مُجْزِئٌ اِتِّفَاقاً وَ هُوَ الطَّرِیْقَةُ الْمَشْرُوْعَةُ اَلْمَاثُوْرَةُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَصْحَابِهٖ، لَمْ یُنْقَلْ عَنْ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ التَّکَلُّمَ نَوَیْتُ أَوْ اَنْوِیُ صَلٰوةَ کَذَا فِیْ وَقْتِ کَذَا﴾ [۱۷]

بالاتفاق دل سے نیّت کر لینا ہی کافی ہو جاتا ہے اور نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام سے یہی طریقہ منقول اور مسنون وماثور ہے اور یہ کہنا کہ میں نے فلاں نماز اور فلاں وقت کی نیّت کی یا کرتا ہوں یہ کسی ایک سے بھی منقول نہیں ہے۔

اور اپنے فتاویٰ میں مولانا عبدالحیٔ موصوف لکھتے ہیں:

کَثِیْراً مَّا سُئِلْتُ عَنِ التَّلَفُّظِ بِالنِّیَّةِ هَلْ ثَبَتَ ذَالِکَ مِنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ فَهَلْ لَهٗ اَصْلٌ فِی الشَّرْعِ فَاَجَبْتُ بِاَنَّهٗ مَا ثَبَتَ ذَالِکَ مِنْ صَاحِبِ الشَّرْعِ وَلَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ [۱۸]

بکثرت مجھ سے یہ سوال کیا گیا کہ زبان سے نیّت کے الفاظ ادا کرنا نبی اکرم ﷺ کی سنت یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور کیا شریعت میں اسکی کوئی اصل ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ صاحب شریعت ﷺ اور کسی صحابی سے یہ زبان سے نیّت کرنا ہرگز ثابت نہیں ہے۔

[۱۷] عمدۃ الرعایۃ ص ۱۳۹ بحوالہ فتاویٰ علماء حدیث ۸۹/۳ و بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام ایضاً [۱۸] آکام النفائس فتاویٰ عبدالحیٔ جلد دوم، مفید الاحناف ص۳، مولانا عبدالغفور رمضانپوری بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ۸۹/۳-۹۰

ملّا علی قاریؒ:

فقہ حنفی کی ہی کتاب السعایة فی کشف مافی شرح الوقایة (۱۰۰/۲) میں مولانا عبدالحیؒ نے ملّا علی قاریؒ کی تحقیق بھی نقل کی ہے جس کی بنیاد دراصل علاّمہ ابن قیمؒ کی کتاب زادالمعاد ہی ہے جس کا اقتباس ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں۔ لہٰذا اسے دہرانے کی ضرورت نہیں البتہ اس سے حضرت ملّا علی قاریؒ کا مروجہ نیّت کے بارے میں نظریہ سامنے آجاتا ہے۔ اور السعایہ میں مولانا عبدالحئ نے امام ابوداوٗدؒ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے امام بخاریؒ سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ تکبیر تحریمہ سے پہلے کچھ (نیّت کے الفاظ وغیرہ) کہتے تھے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا نہیں۔ اور آگے علاّمہ ابن قیم کی اغاثة اللّھفان سے ان کی تحقیق بھی مولانا لکھنوی نے نقل کی ہے۔ [۱۹]

شارح الہدایہ علاّمہ ابن ھمامؒ اور مولانا عبدالغفور رمضانپوریؒ:

ہدایہ کی معروف شرح فتح القدیر سے نقل کرتے ہوئے مولانا عبدالغفور صاحب رمضانپوری نے اپنے رسالہ مفید الاحناف کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے:

﴿قَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِطَرِيْقٍ صَحِيْحٍ وَلَا ضَعِيْفٍ اَنَّه‘ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ اُصَلِّيْ كَذَا وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِنَ التَّابِعِيْنَ

بعض حفّاظِ حدیث نے کہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے کسی صحیح تو کیا ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز کے شروع میں زبان سے نیّت کرتے ہوئے یہ

---

[۱۹] السعایہ ۱۰۰/۲۔۱۰۱ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث

بَلِ الْمَنْقُوْلُ اَنَّه‘ اِذَا قَامَ اِلٰى الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَ هٰذِهٖ بِدْعَةٌ﴾ ۲۰

کہتے ہوں کہ میں فلاں نماز پڑھنے لگا ہوں اور نہ ہی یہ صحابہ وتابعین میں سے کسی سے ثابت ہے، بلکہ منقول یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے تھے اور یہ زبان سے نیّت کرنا بدعت ہے۔

مُجدِّدِ الفِ ثانیؒ :

مجدد الف ثانیؒ کے ''مکتوبات'' کے دفتر یا جلد اول حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۸۶ (طبع امرتسر) میں بعض علماء کی طرف سے زبانی نیّت کے استحسان کا تذکرہ کرنیکے بعد اس کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

﴿حالانکه از آں سرور علیه وَعَلىٰ آلِهِ الصلوٰة والسلام ثابت نه شده، نه بروایتِ صحیح نه بروایتِ ضعیف و نه از اصحابِ کرام و تابعینِ عظام که بزبان نیّت کرده باشند بلکه چوں اقامت مے گفتند تکبیر تحریمه می فرمودند‘پس نیّت بزبان بدعت باشد﴾ ۲۱

حالانکہ نبی اکرم ﷺ کا زبان سے نیّت کرنا کسی صحیح یا ضعیف روایت میں ثابت نہیں ہے، ایسے ہی یہ بھی ثابت نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین عظامؒ زبان سے نیّت کرتے ہوں، بلکہ وہ جب اقامت کہتے تو ساتھ ہی تکبیر تحریمہ کہتے، لہٰذا زبان سے نیّت بدعت ہے۔

---

۲۰ مفید الاحناف از مولانا عبدالغفور رمضانپوری ص ۳ بحوالہ سابقہ

۲۱ فتاویٰ علمائے حدیث ۳/ ۸۶، ۸۷، ۸۹ ہفت روزہ الاعتصام ایضاً

علاّمہ فیروز آبادیؒ:

صاحب القاموس علاّمہ فیروز آبادیؒ نے بھی نیّت کو دل کا فعل ہی قرار دیا ہے۔۲۲

علاّمہ انور شاہ کاشمیری:

فیض الباری میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے بھی اس بات کو واشگاف الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ نیّت زبان کا نہیں بلکہ دل کا فعل ہے۔ چنانچہ وہ فیض الباری کی جلد اول صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں:

﴿فَالنِّيَّةُ اَمْرٌ قَلْبِيٌّ﴾ نیّت دل کا فعل ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ:

ماضی قریب کے معروف عالم مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بہشتی زیور کے دوسرے حصہ میں نماز کی شرطیں بیان کرتے ہوئے مسئلہ نمبر ۱۱ میں لکھا ہے کہ زبان سے نیّت کرنا ضروری نہیں بلکہ دل میں اتنا سوچ لے کہ میں آج کی ظہر کی فرض نماز پڑھتی یا پڑھتا ہوں۔ اور اگر سنت ہوں تو ظہر کی سنت کا خیال کر کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے تو نماز ہو جائیگی۔ اور جو لمبی چوڑی نیّت لوگوں میں مشہور ہے اس کا کہنا ضروری نہیں ہے۔

اور آگے مسئلہ ۱۲ میں نیّت کا مختصر لیکن بلاسند انداز بتایا ہے اور اسے بھی اختیار پر چھوڑ دیا ہے کہ یہ سب کہنا بھی ضروری نہیں ہے، چاہے کہے چاہے نہ کہے، جبکہ اس اختیار کی کوئی دلیل نہیں ہے جیسا کہ تفصیل ذکر کی جا چکی ہے اور بہشتی زیور کے حاشیہ میں مروجہ نیّت کے بارے میں واضح طور پر لکھا ہے:

۲۲ سفرِ سعادت مترجم اردو ص ۲۳۔ طبع سبحانی اکیڈمی، لاہور

لوگ نماز میں لمبی چوڑی نیّت کرتے ہیں، یہاں تک کہ امام قراءت پڑھنے لگتا ہے اور ان کی نیّت ختم نہیں ہوتی، ایسا کرنا برا ہے۔ ۲۳

اور یاد رہے کہ اس حاشیہ کو خود مولانا تھانوی نے بنظر استحسان دیکھا ہے، بلکہ بہشتی زیور کے حصہ اوّل کی فہرست سے آگے والے صفحہ پر دو اطلاعات متعلق نسخۂ حاضرہ بہشتی زیور و بہشتی گوہر کے زیرعنوان موصوف نے لکھا ہے کہ اس نسخہ پر برخوردار مولوی شبیر علی کا اہل علم سے نظر ثانی کروانا اور اس نظر ثانی میں بعض مقامات پر عبارات یا مضامین کی ترمیم ہو جانا اور اسی طرح ہر مسئلہ کے اُخیر میں کتابوں کا حوالہ لکھوانا یہ سب میرے مشورے اور اطلاع سے ہوا ہے۔ مقاماتِ ترمیم میں قریب قریب کل کے بالالتزام میں نے بھی نظر ثانی کی ہے۔ اب یہ نسخہ بہمہ وجوہ بفضلہٖ تعالیٰ مکمل و مدلل ہو گیا ہے۔ ۲۴

اس سے معلوم ہوا کہ نماز سے پہلے مروجہ لمبی چوڑی نیّت کو مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی برا فعل قرار دیا ہے۔ اور جس مختصر نیّت کا مشورہ دیا ہے وہ بلا دلیل ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ:

معروف بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب **غنیة الطالبین** میں مروجہ نیّت کا کوئی تذکرہ نہیں کیا جس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ بھی صرف دل کے ارادے کو ہی نیّت سمجھتے تھے جس کے لئے انکی کتاب غنیۃ الطالبین کے اردو ترجمہ حصہ اول طبع نفیس اکیڈمی کراچی کا صفحہ ۲۱ دیکھا جا سکتا ہے۔

---

۲۳ بہشتی زیور ۲/۱۳،۱۴ طبع تاج کمپنی

۲۴ بہشتی زیور حصہ اول ص ا

ایک وضاحت:

یہاں اس بات کی بھی وضاحت کرتے جائیں کہ بعض متأخرین فقہاء نے جب دیکھا کہ زبان سے نیّت کرنے کی تائید میں نہ قرآن وسنت سے کوئی دلیل موجود ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعامل، بلکہ آئمہ دین میں سے کسی کا فتویٰ بھی انکے پاس نہیں تھا تو انھوں نے اسے ''بدعتِ حسنہ'' کہہ کر اسکے جواز کا فتویٰ دے دیا۔ جبکہ محققین علماء کرام کے نزدیک بدعت کی یہ تقسیم ہی صحیح نہیں کہ کسی کو حسنہ اور کسی کو سیّئہ کہا جائے' کیونکہ صحیح مسلم، ابن ماجہ، دارمی اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ﴾ ۲۵	حمد وثنا کہ بعد واضح ہو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت و طریقہ حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین امور بدعات ومحدثات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور یہی روایت سنن نسائی میں بھی ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

﴿وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ﴾ ۲٦	اور ہر گمراہی کا انجام نارِ جہنم ہے۔

۲۵ مسلم مع نووی ۳/۶/۱۵۳، صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی (۴۳)

۲٦ صحیح سنن نسائی، حدیث (۱۴۸۷) ۱/۳۴۶

ایسے ہی ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، دارمی اور مسند احمد میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، جسکی بلاغت واثر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ:

﴿ذَرَفَتْ مِنهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنهَا الْقُلُوْبُ﴾ جس سے لوگوں کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور انکے دل دہل گئے۔

ایک آدمی نے کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ ایسے لگتا ہے جیسے یہ کسی کا الوداعی خطبہ ووعظ ہو۔ آپ ﷺ ہمیں نصیحت فرمائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَ إِنْ كَانَ عَبْداً حَبَشِيًّا فَإِنَّه، مَنْ يَّعِشْ مِنكُمْ بَعْدِىْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافاً كَثِيْراً فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِىْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، تَمَسَّكُوْا بِهَا وَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ﴾

میں تمہیں اللہ کا تقویٰ یا خوف وخشیتِ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی کہ (اپنے امیر کی) سمع واطاعت کرو، اگر چہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہیگا وہ بہت اختلافات دیکھے گا۔ تم پر میری سنت اور میرے خلفاءِ راشدین کا طریقہ لازم ہے۔ اس پر خوب مضبوطی سے قائم رہو۔

اس بلیغ ومؤثر ترین خطبے کے آخر میں یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿وَاِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.﴾ ۲۷	محدثات اور بدعات سے بچ کر رہو کیونکہ ہر محدث امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

یہ حدیث اور خصوصاً اس کے آخری الفاظ، ایسے ہی اس سے پہلے ذکر کی گئی حدیث کے آخری الفاظ ہیں:

﴿كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ﴾	ہر بدعت گمراہی ہے۔

لہٰذا کسی بدعت کو بدعتِ حسنہ قرار دینا صحیح نہ ہوگا۔ بلکہ یہ ان احادیث کے سراسر خلاف ہے۔ اور بعض سلف صالحین کے کلام میں جو بدعات کا استحسان وارد ہوا ہے' وہ علاّمہ ابنِ رجبؒ کے بقول لغوی بدعات (یا دُنیوی بدعات) کے بارے میں ہے نہ کہ شرعی (یا دینی) بدعات کے بارے میں جیسا کہ انہوں نے اپنی معروف کتاب ''جامع العلوم والحکم'' میں وضاحت کی ہے۔ ۲۸

۲۷ صحیح ابی داؤد (۳۸۵۱) مع العون ۱۲/۳۵۹۔۳۶۰؛ صحیح ترمذی ۲/۳۴۱۔۳۴۲؛ صحیح ابن ماجہ، حدیث (۴۲) ابن حبان ص ۵۶ الموارد؛ دارمی ۱/۵۷ حدیث (۹۵) مسند احمد ۴/۱۲۶۔۱۲۷؛ الحاکم ۱/۹۶۔۹۷؛ الترغیب ۱/۵۸ والصحیحہ ۹۳۷؛ وصحّحہ للالبانی فی تحقیق المشکوٰۃ ۱/۵۸

۲۸ جامع العلوم والحکم ص ۲۵۲۔۲۵۳ دار المرفۃ بیروت؛ عون المعبود ۱۲/۳۶۰؛ تحفۃ الاحوذی ۲ ص ۴۳۹۔۴۴۰

اورحضرت مجدّد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں فرماتے ہیں:

﴿گفته اند که بدعت بر دو نوع	کہتے ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں
است، حسنه و سیّئه، حسنه آن عملِ	ہیں حسنہ اور سیئہ۔ حسنہ اس نیک
نیک را گویند که بعد از زمان	کام کو کہتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ
آنحضور ﷺ و خلفاءِ راشدین عَلَيْهِ	کے عہدِ مسعود اور خلفاءِ راشدین
وَ عَلَيْهِمْ مِنَ الصَّلوٰتِ اَتَمِّهَا وَمِنَ	رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد پیدا
التَّحِيَّاتِ اَكْمَلِهَا پیدا شده باشد و	ہوا ہو لیکن اسکی وجہ سے کسی سنت پر
رافع سنت نمید، و سیئة آن که رافع	زد نہ آتی ہو۔ اور سیئہ وہ ہے جس کی
سنت باشد﴾	وجہ سے کوئی سنت ترک ہوتی ہو۔

اور اس سے آگے حضرتِ مجدّدؒ اپنا تحقیقی فیصلہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

﴿ایں فقیر راهیچ بد عتے از	اس فقیر کو بدعات حسنہ و نورانیہ کہلائی
بدعتها حسنه و نورانیه	جانیوالی بدعات میں سے کوئی ایک بھی
مشاهده نمیکند و جزء	بدعت ایسی نظر نہیں آئی جسے حسنہ کہا جا سکتا
ظلمت و کدورت احساس	ہو۔ انکے بارے میں ظلمت و کدورت کے
نمے نماید﴾ ۲۹	سوا کوئی احساس نہیں ملتا۔

اس سے آگے چل کر موصوفؒ نے غیر رافع سنت بدعات کی مثالیں بھی دی ہیں، جنہیں بعض مشائخ نے بدعاتِ حسنہ قرار دیا ہے۔ جبکہ دراصل وہ ایسی نہیں ہیں اور انہی میں سے

۲۹ مکتوبات مجدد الف ثانی، دفتر اول، حصہ سوم ومکتوب ص۲۷۔۳۷ طبع امرتسر بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ۸۶/۳

ایک یہ زبان سے نیّت کرنا بھی ہے، جس کے بارے میں انہوں نے کھلے کھلے الفاظ میں لکھ دیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی کسی صحیح یا ضعیف حدیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا جیسا کہ انکے اپنے اصل فارسی الفاظ اور ان کا ترجمہ ذکر کیا جا چکا ہے۔

غرض بدعت کے ساتھ حسنہ کا لفظ نصِ حدیث کے بھی خلاف ہے اور اہلِ علم وتحقیق بھی بدعت کے ساتھ حسنہ کا لفظ لگانے کو ایک حسین دھوکہ یا جھانسہ قرار دیتے ہیں۔

احادیثِ رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں:

نبی اکرم ﷺ کا اپنا اسوۂ حسنہ بھی یہی بتاتا ہے۔ اور آپ ﷺ کے ارشادات بھی اسی کا پتہ دیتے ہیں کہ زبان سے نیّت کی مہاری یا گردان پڑھنے کا کوئی جواز نہیں، کیونکہ صحیح بخاری و مسلم، ابی عوانہ، سنن اربعہ اور بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث المسیء صلوتہ یعنی ٹھیک طرح نماز نہ پڑھنے والے صحابی کے واقعہ پر مشتمل حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿إِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ﴾ [۳۰]

جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونا چاہو تو اچھی طرح وضوء کرلو اور پھر قبلہ رو ہوکر تکبیرِ تحریمہ کہو۔

[۳۰] بخاری مع الفتح حدیث (۶۲۵۱)؛ مسلم مع نووی ۲/۴/۱۰۷؛ صحیح ابی داؤد، حدیث (۷۶۲)؛ صحیح ترمذی (۲۴۸)؛ صحیح نسائی (۸۵۱)؛ صحیح ابن ماجہ (۸۶۹)؛ صحیح الجامع ۱/۱/۲۶۳، ۲۶۴؛ الارواء للالبانی ۱/۳۲۱ مختصر مشکوۃ عبدالبدیع مع صقر ص ۲۱۳

اس حدیثِ شریف کے معنیٰ اور مفہوم پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو سب سے پہلے تکبیرِ تحریمہ ہی زبان سے نکالنی چاہیئے ، اور دل کا فعل دل بجا لائیگا ، اور ایسے ہی صحیح مسلم و ابوداؤد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

﴿كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ﴾ ۳۱

نبی اکرم ﷺ اپنی نماز کا آغاز تکبیر تحریمہ سے کیا کرتے تھے۔

ایسے ہی ایک تیسری حدیث بھی ہے جو کہ ابوداؤد و ترمذی ، ابن ماجہ ، دارمی ، دارقطنی ، بیہقی ، مصنف ابن ابی شیبہ ، معانی الآثار طحاوی ، حلیۃ الاولیاء ابونعیم ، المختارہ للضیاء المقدسی اور تاریخ بغداد للخطیب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ، اسمیں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

﴿مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَ تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَ تَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ﴾ ۳۲

نماز کی چابی طہارت و وضوء ہے ، اور تکبیر کہنے سے نماز کا آغاز اور سلام پھیرنے سے نماز کا اختتام ہو جاتا ہے۔

اس حدیث میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ طہارت کے بعد نمازی کی نماز کا آغاز تکبیرِ تحریمہ ہے نہ کہ کوئی دوسرے الفاظ۔

---

۳۱ صحیح مسلم مع شرحہ للنووی ۲/۴/۱۲۳ ؛ صحیح ابی داؤد ۱/۱۴۸

۳۲ صحیح ابی داؤد (۵۵) صحیح الترمذی ، حدیث (۳) صحیح ابن ماجہ (۲۲۲) ؛ الارواء ۲/۸ ، ۹ مسند احمد ۱/۱۲۳ ، ۱۲۹ ؛ صحیح الجامع (۵۸۸۵) وصفۃ الصلوٰۃ للالبانی ص ۶۶ بحوالہ صحیح الجامع ۲/۱۰۲۴ کتاب الأم للشافعی ۱/۱۰۰ ، دارمی (۵۷۸)

غرض مولانا سیّد محمد داود غزنویؒ نے بھی ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں اپنا ایک فتویٰ شائع کروایا تھا جسمیں وہ لکھتے ہیں:

''عقلاً'' بھی یہ (زبان سے نیّت کرنا) بے معنی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ ذرا غور فرمایئے کہ ایک شخص گھر سے نماز کے ارادہ سے چلا ہے، مسجد میں آ کر اس نے وضوء کیا، اب روبقبلہ ہو کر نماز پڑھنے لگا ہے۔ اب اس کا تلفظ سے نیّت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کھانا شروع کرنے سے پہلے کوئی کہے ''میں نیّت کرتا ہوں کہ یہ کھانا کھاؤں تا کہ پیٹ بھر جائے اور بھوک جاتی رہے'' یا پھر کپڑا پہنتے ہوئے یوں کہے ''میں نیّت کرتا ہوں کہ یہ کپڑا پہنوں تا کہ میں اس سے بدن ڈھانکوں یا اس سے سردی سے بچاؤ حاصل کروں یا دھوپ کی تمازت سے بچ جاؤں'' کیا کوئی عقل منداس قسم کی نیّتوں کو جو دل میں موجود ہیں ان کے تلفّظ کو صحیح اور قرینِ دانش سمجھے گا؟ ۳۳ ہرگز نہیں۔

سیدھا سادہ اور آسان دین:

ہمارے دینِ اسلام کی تعلیمات انتہائی سیدھی سادی، آسان اور فطرتی ہیں جیسا کہ خود قرآنِ کریم، سورۂ حج، آیت ۷۸ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ اور اس (اللہ) نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔

۳۳ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ۳/۸۶-۹۰

اور صحیح بخاری ونسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ ۳۴ **بیشک دین آسان ہے۔**

یہ تو قرآن وسنت کی تصریحات ہیں، لیکن تکلّفات کے عمل دخل نے دین کو خاصا مشکل بنا کے رکھ دیا ہے۔ اور خاص طور پر معاشرے کے اکثریتی طبقے یعنی ان پڑھ حضرات کیلئے تو کئی مسائل پیدا کر دیئے گئے ہیں، مثال کے طور پر نیّت کا مسئلہ ہی لے لیں کہ شریعت میں اسے کھلا چھوڑا گیا ہے کہ عربی ہو یا عجمی اپنے دل میں نیّت کرے اور اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دے۔ اِسے عربی، فارسی، اردو اور پنجابی یا دنیا کی کسی بھی زبان میں کچھ مخصوص الفاظ پر مشتمل نیّت کی مہارنی یا گردان پڑھنے کا پابند نہیں کیا گیا اور جن حضرات نے اس گردان کو لازمی قرار دیا ہے، انھوں نے پھر اس کے الفاظ بھی وضع کئے ہیں جو یقیناً ہر نماز کے ساتھ یعنی پہلے نمازِ پنجگانہ میں سے ہر نماز کے ساتھ اور پھر ہر نماز کی فرض، سنت، وتر اور نفلی رکعتوں کیساتھ اور پھر مقتدی یا امام کی حیثیتوں کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں، اور پھر نماز بھی کوئی صرف پنجگانہ ہی نہیں بلکہ کتنی ہی دوسری نفلی نمازیں بھی ہیں جن کیلئے الگ الگ الفاظ ہونگے۔ اس طرح یہ ایک طویل سلسلہ بن جاتا ہے اور کئی مرتبہ نمازِ جنازہ، صلوٰۃ الکسوف یا کسی دوسری فرض کفایہ، نفلی یا مسنون نماز کا ذکر ہو تو بعض لوگ پوچھ رہے ہوتے ہیں کہ اس کی نیّت کیسے کرنی ہے؟ اس معصوم سے سوال کی نوعیت ہی بتا رہی ہے کہ کتنے ہی ایسے لوگ ہونگے جنہیں کسی نفلی نماز کے بارے میں تو علم ہوگا یا کچھ نہ کچھ معلومات ہونگی، مگر ''نیّت'' کا طریقۂ مروجہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے وہ اسکی فضیلت کے حصول سے محروم

۳۴ بخاری مع الفتح حدیث (۳۹) صحیح الجامع حدیث (۱۶۱۱) ۱/۲/۶۱

رہ جاتے ہونگے، یا اس سے سستی برتتے ہونگے۔

یہ تو نفلی عبادات ہوئیں، کوئی کر پائے تو فبہا اور نہ کر پائے تو کوئی مؤاخذہ وگناہ نہیں۔

ہم نے تو یہاں تک سنا ہے کہ بعض عمر رسیدہ بوڑھے حضرات سے پوچھا گیا کہ بابا جی آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے تو ان کا جواب اہلِ علم کیلئے انتہائی فکر انگیز بلکہ عبرتناک تھا کہ جی! نماز تو ہمیں آتی ہے مگر نیّت نہیں آتی، اسلئے کیا کریں؟

اندازہ فرمائیں کہ تعوّذ وتسمیہ اور ثناء والحمد سے لیکر سلام پھیرنے تک نماز تو انہیں یاد ہوگئی کیونکہ یہ ہر مسلمان کیلئے ایک فطری بات ہے۔ ویسے بھی کلامِ الٰہی قرآن مجید ہو یا حدیثِ رسول ﷺ انہیں یاد کرلینا آسان ہے، مگر جو چیز اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ سے ثابت نہیں، اور ہر دو تین اور چار رکعتوں اور ہر نماز کے ساتھ بدلتے رہنے والی چیز ہے، اس کے الفاظ کو یاد کرنے سے وہ عاجز ہیں اور شاید یہی وجہ ہوگی کہ رسولِ رحمت ﷺ نے اپنے پیروکاروں اور اپنے ماننے والے افرادِ امت کی آسانی کے پیشِ نظر اس نیّت کے الفاظ کی تعلیم ہی نہیں دی۔

قارئین کرام! مروجہ نیّت کے بارے میں ہم نے یہ طول طویل تفصیلات اسلئے ذکر کردی ہیں تاکہ آپ سب کو زبان سے نیّت کی شرعی حیثیت معلوم ہوجائے اور وہ لوگ جو نماز کی کسی رکعت کے آخری لمحات میں پہنچتے ہیں اور جماعت سے ملتے ہیں اور وقت کی قلّت کے باوجود یہ مروجہ نیّت دہرانا شروع کردیتے ہیں حتیٰ کہ اس بے ثبوت فعل پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں نماز کی ایک رکعت کا اہم رکن ''قیام'' ان سے فوت ہوجاتا ہے اور انکے اللہ اکبر کہنے سے پہلے ہی امام رکوع چلا جاتا ہے۔ انھوں نے ثناء وفاتحہ پڑھی نہیں، قراءت

سنی نہیں، قیام کیا نہیں اور یوں ایک رکعت فوت کر لی، اور اس طرح ثواب وفضیلت میں جو کمی واقع ہو جاتی ہے وہ یقیناً ایک بہت ہی بڑا خسارہ ہے۔ لہٰذا اس خودساختہ عمل سے بچیئے تا کہ خسارہ کی نوبت ہی نہ آئے۔

ان سب تفصیلات کے بعد خصوصاً جبکہ البحر الرائق صفحہ ۲۷۷ کے حوالہ سے صوفی عبدالحمید صاحب سواتی حنفی نے بھی 'نمازِ مسنون' صفحہ ۲۷۳ پر نقل کیا ہے کہ نیّت کا زبان سے کہنا ضروری نہیں، نہ حضور ﷺ سے نہ خلفاءِ راشدینؓ اور دیگر صحابہ سے اور نہ آئمہ اسلام سے لفظی نیّت کا ثبوت ہے۔

اس سے آگے خود اعتراف کیا ہے کہ نیّت تو فقط ارادہ کا نام ہے جس کا محل دل ہے نہ کہ زبان اور پھر حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوب صفحہ ۱۷۶ کا اقتباس بھی نقل کیا ہے۔

اور شیخ عبدالحق کی اللمعات شرح مشکاۃ سے بھی ایک سطر لی ہے۔ پھر اسکے بعد معلوم نہیں کہ اپنے مقتدیوں کو راضی کرنے کیلئے سنتِ رسول ﷺ، تعاملِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلفِ صالحین کے خلاف اپنے تجربہ کو ان الفاظ میں کیوں بیان کر دیا ہے:

'لیکن تجربہ سے معلوم ہوا کہ عوام کو اگر لسانی نیّت سے روک دیا جائے تو وہ لسانی اور قلبی دونوں نیّتوں سے محروم ہو جاتے ہیں' اور آگے اپنے بعض پیشواؤں کے حوالے نقل کیئے ہیں، دیکھیئے صفحہ ۲۷۴۔

صوفی صاحب کے مبلغِ علم کا تو ہمیں پتہ نہیں، البتہ ان کی کتاب کے ٹائیٹل سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ''علاّمہ'' ہیں، پھر انہیں تجربہ کیسے ہو گیا؟

دین کیا صرف صوفی صاحب جیسے لوگوں کے لیئے ہی ہے؟ کہ نبی اکرم ﷺ نے عوام

کا (نعوذ باللہ) خیال نہیں رکھا۔ نبی اکرم ﷺ کیا دین کو (نعوذ باللہ) نامکمل چھوڑ گئے ہیں کہ اب ان حضرات کو تکمیل کی زحمت اٹھانا پڑ رہی ہے؟

''مسنون نماز'' کو اسم بامسمّٰی بنانے کی کوشش فرماتے اور نیّت کے الفاظ (لسانی نیّت) کا ثبوت سنت سے دیتے تو کیا بات ہوتی۔ اور نیّت تو تمام اعمال کی بُنیاد ہے اور نیّت کے معاملہ میں ہی جب ''غیر مسنون'' فعل کا مشورہ دیا جا رہا ہے تو ''مسنون نماز'' کیلئے آگے چل کر کیا کیا گل کھلائے ہونگے۔ پہلی اینٹ سے ہی انداز ہو رہا ہے کہ یہ ''دیوار'' کجی سے نہیں بچ پائے گی۔

خشت اول چوں نہد معمار کج ☆ تاثر یا میرود دیوار کج

باثبوت:

یہاں یہ بات بھی آپ کو ذہن نشین کراتے جائیں کہ یہ جو کہا جاتا ہے بلکہ یہ کہہ کر سادہ دل لوگوں کو اس کا پابند کر لیا جاتا ہے کہ دل کی نیّت کیساتھ زبان کا اقرار بھی ضروری ہے، یہ بات علی الاطلاق یوں صحیح نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ جہاں جہاں دل کی نیّت کیساتھ ساتھ زبان کا اقرار وارد ہوا ہے وہاں وہاں اقرار کیجئے لیکن جہاں وارد نہیں ہوا وہاں کیلئے کوئی اقرار خود ہی کیوں ایجاد کرتے ہیں، مثلاً روزہ افطار کرنے کی دعاء۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلیٰ رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ وارد و ثابت ہے۔ لہٰذا اسوقت یہ اقرار کیجئیے، لیکن روزہ رکھنے اور سحری کھانے کے وقت ایسا کوئی اقرار وارد نہیں، لہٰذا وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَان۔ جیسا اقرار ایجاد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔؟ روزہ رکھتے وقت صرف سحری کھالینا ہی روزے کی نیّت کیلئے کافی ہے۔ زبان سے

کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔جیسا کہ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

افطاری کی طرح ہی بعض دیگر احکام میں بھی زبان سے ایسے اقرار وارد ہوئے ہیں وہاں جائز بھی ہیں۔مثلاً حج بدل کا احرام باندھتے وقت: **لَبَّیْکَ عَنْ فُلاَن** یعنی اس شخص کا نام لے سکتے ہیں جس کی طرف سے حج کریں، کیونکہ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان وابن خذیمہ، دارقطنی وبیہقی، مسند ابی یعلیٰ، المنتقیٰ ابن الجارود اور التمہید ابن عبدالبر میں سعید بن جبیر کے واسطے سے اور معجم طبرانی صغیر میں عطاء کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو **لَبَّیْکَ عَنْ شُبْرُمَةَ** کہتے ہوئے سنا تو اس سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی نکیر کی، بلکہ پوچھا کہ تم خود حج کر چکے ہو یا نہیں؟ اور نفی میں جواب ملنے پر فرمایا: پہلے خود اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے کر لینا۔[۳۵]

یہی صورت صرف عمرہ کرنیوالے کیلئے بوقتِ احرام: **لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ بِالْعُمْرَةِ** کہنے اور بوقتِ حجِ مفرد **لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ بِالْحَجِّ** کہنے اور بوقت حج قران **لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ بِالْحَجِ وَالْعُمْرَة** کہنے کی بھی ہے اور حج کی طرح قربانی کرتے وقت **بِسْمِ اللّٰہ، اللّٰہ اکبر، اَللّٰھُمَّ ھَذا مِنْکَ وَلَکَ** کے بعد **اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ** کہہ سکتا ہے یا **عَنْ فَلاَنٍ** کہے یا پھر جس کی طرف سے قربانی کر رہا ہو عن کہہ کر اس کا نام لے جیسا کہ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، بیہقی، دارمی اور مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور صحیح مسلم، ابوداؤد،

۳۵ صحیح ابی داؤد (۱۵۹۶) صحیح ابن ماجہ (۲۹۴۷) تلخیص الحبیر ۲/۱/۲۲۳؛ موارد الظمآن (۹۶۲) ابن خزیمہ (۴/۳۴۵) و الارواء ۴/۱۷۱، نیز دیکھیئے ہماری کتاب سوئے حرم تخریج: ۳۳

بیہقی ومسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ ۳۶
اس افطاری روزہ، عمرہ، حج اور قربانی کے سوا کسی دوسرے عمل کی نیّت کے الفاظ نہیں ملتے۔ لہذا حدود و دائرہ شریعت کے اندر ہی رہنا چاہیئے۔ اور جہاں کچھ ثابت نہیں وہاں اپنی طرف سے کچھ داخل کرنے پر مصر نہیں رہنا چاہیئے اور جہاں کچھ ثابت ہے اس سے کوئی روکتا نہیں۔ ۳۷

۳۶ ملاحظہ ہو سوئے حرم تخریج ۴۱۶، ۴۳۸

۳۷ نیز دیکھئے فتاویٰ اہلحدیث حضرت العلّام محدّث روپڑی ۲/۵۵۳ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ۳/۹۴-۹۵

روزے کی نیّت

روزے کی نیّت:

ہر شرعی کام کے لئے نیّت ضروری ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف جیسی بلند پایا یہ کتاب میں ارشادِ نبوی ہے:

﴿إِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ﴾ ۳۸ اعمال کا دارومدار نیّت پر ہے۔

اور روزہ بھی چونکہ ایک دینی فریضہ ہے، لہٰذا اسکے لئے بھی نیّت ضروری ہے۔

چنانچہ ابوداوٗد، ترمذی، نسائی، طحاوی ودارقطنی، ابن خذیمہ وابن حبان اور مسند احمد میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

﴿مَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَه﴾ ۳۹ جس شخص نے فجر سے پہلے پہلے روزے کی نیّت اور پختہ ارادہ نہ کیا، اسکا کوئی روزہ نہیں۔

معانی الآثار طحاوی وغیرہ میں **يُجْمِعِ** کی بجائے **يُبَيِّتُ** ہے، جبکہ مفہوم ومعنیٰ دونوں کا ایک ہی بنتا ہے۔

---

۳۸ بخاری مع الفتح ۱/۹

۳۹ الارواء ۴/۲۵ وصحّہ مشکوٰۃ ۱/۶۲۰، الفتح الربانی ۹/۵،۲۷، ۶،۲۷؛ التلخیص الحبیر ۱/۲/۱۸۸؛ دارقطنی ۱/۲/۲/۷ طبع نشر السنہ، ملتان

ابن ماجہ ودارقطنی اورابن ابی شیبہ میں ہے:

﴿لَا صِیَامَ لِمَنْ لَّمْ یُفْرِضْهُ مِنَ اللَّیْلِ﴾[۴۰] اس شخص کا کوئی روزہ نہیں جو رات کو اسکا پختہ ارادہ ونیّت نہ کرے۔

ان اور ایسی ہی بعض دیگر احادیث سے رات کے وقت یا قبل از فجر روزے کی نیت کر لینے کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔اور نیّت کیا ہے؟اس سلسلے میں ہم نماز کی نیّت کے ضمن میں بھی ذکر کر چکے ہیں کہ نیّت محض دل کا قصد وارادہ ہے اور اسے ادا کرنا (تلفّظ) ثابت نہیں ہے،خصوصاً نماز روزہ اور غسل ووضوء وغیرہ کی نیّت زبان سے کرنا نبی اکرم ﷺ،خلفاء راشدین اور عام صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام وآئمہ عظام میں سے کسی سے بھی منقول نہیں ہے۔البتہ حج وقربانی اور عمرہ کی نیّت کا تلفّظ (زبان سے ادا کرنا) ثابت ہے،جیسے ایک حدیث میں ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ عَنْ شُبْرُمَةَ﴾ اے اللہ! میں شبرمہ کی طرف سے حج کیلئے حاضر ہوا ہوں۔

ایسے ہی ''بسم اللہ اللہ اکبر'' عَنِّیْ وَعَنْ فُلَانٍ والی حدیث ہے کہ اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ اور تو سب سے بڑا ہے۔یہ قربانی میری طرف سے اور فلاں کی طرف سے قبول فرما۔[۴۱]

[۴۰] الارواء۴/۲۷و التلخیص الحبیر ۲/۱/۱۸۸؛دارقطنی ۱/۲/۱۷۲

[۴۱] فتاویٰ علمائے حدیث ۶/۹۴-۹۵

جن اعمال کے لئے زبانی نیّت ثابت ہے ان کی نیّت تو زبان سے کی جاسکتی ہے، جبکہ جنکی ثابت نہیں ان کی نیّت بھی زبان سے کرنا ہرگز صحیح نہیں اور اتباعِ سنت و اطاعتِ رسول ﷺ یہی ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے کچھ کیا وہاں آپ بھی کریں، اور جہاں آپ ﷺ نے کچھ نہیں کیا وہاں آپ بھی کچھ نہ کریں۔

مروجہ نیّت:

یہ جو پاکٹ سائز نماز کی کاپیوں اور ہمارے ممالک میں شائع ہونے والے اوقاتِ سحری و افطاری کے تجارتی ایڈورٹائزنگ اور بعض عام سی کتابوں میں عموماً روزہ رکھنے کی نیّت لکھی ہوتی ہے:

﴿وَ بِصَوْمِ غَدٍنَّوَیْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ﴾ میں نے کل کے رمضان کے روزے کی نیّت کی۔

یہ الفاظ نبی اکرم ﷺ نے نہ خود کہے اور نہ تعلیم فرمائے۔ یہ نہ خلفاء و صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں اور نہ ہی تابعین و آئمہ رحمہم اللہ میں سے کسی سے ثابت ہیں۔ کتبِ حدیث و فقہ کا سارا ذخیرہ چھان ماریں یہ الفاظ کہیں نہیں ملیں گے اور جن بعض عام سی کتابوں میں ملیں گے۔ ان میں بھی قطعاً بے سند مذکور ہونگے۔ معلوم نہیں کہ یہ الفاظ کس نے جوڑ دیئے ہیں۔ ویسے اگر تھوڑے سے غور و فکر سے کام لیا جائے تو خود ان الفاظ میں ہی انکے جعلی و من گھڑت ہونے کی دلیل موجود ہے۔ مثلاً طلوعِ صبحِ صادق کے وقت آذانِ فجر سے تھوڑا پہلے سحری کھانے سے قبل یہ کہتا ہے کہ ''میں نے کل کے روزے کی نیّت کی'' تو اسکا یہ قول واقع اور حقیقت کے خلاف ہے، کیونکہ فجر تو ہوچکی اور یہ روزہ جسکی وہ سحری کھانے لگا

ہے، کل کا نہیں بلکہ آج کا ہے۔ لہٰذا یہاں '' وَبِصَوْمِ الْيَوْمِ '' جیسے الفاظ ہونے چاہئیں تھے کہ میں نے آج کے روزے کی نیّت کی۔ کیونکہ کتبِ لغت میں غَدٍ کا معنی لکھا ہے: آئندہ کل یا وہ دن جسکا انتظار ہے، یعنی قیامت کا دن۔ جیسا کہ سورۂ حشر آیت: ۱۸ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ اور چاہیئے کہ ہر شخص دیکھ لے کہ کل کیلئے اس نے آگے کیا بھیجا ہے۔

سورۂ قمر آیت ۲۶ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿سَيَعْلَمُوْنَ غَداً مَنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ﴾ اب جان لیں گے کل کو کہ کون ہے جھوٹا بڑائی مارنے والا؟

ان دونوں مقامات پر غَدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے، جسے عام طور پر کل بھی کہا جاتا ہے، جبکہ سورۂ یوسف آیت: ۱۲ میں ارشاد ہے:

﴿اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَداً يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ﴾ آپ اس (یوسف علیہ السلام) کو کل ہمارے ساتھ بھیج دیں تا کہ خوب کھائے اور کھیلے۔

اور سورۂ کہف کی آیت: ۲۳ میں ہے۔

﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَداً، اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ اور کسی کام کے بارے میں یہ ہرگز نہ کہیں کہ میں یہ کل کروں گا الّا یہ کہ (ساتھ ہی) اِنْ شآءاللہ (بھی) کہیئے کہ اگر اللہ نے چاہا تو۔

سورۂ لقمان آیت: ۳۴ میں ارشادِ ربّانی ہے:

﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا﴾ اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔

ان مؤخرالذکر تینوں مقامات پر اس لفظ ''غد'' کا معنیٰ آئندہ کل ہی ہے۔ قرانِ کریم میں یہ لفظ انہی پانچ مقامات پر وارد ہوا ہے، جن میں سے دو کا معنیٰ روزِ قیامت اور آخری تین کا معنیٰ آئندہ کل ہے۔ نیّت کے مروجہ الفاظ ترتیب دینے والے شخص کے ذہن میں، معلوم نہیں کل کے روزے کا تصوّر تھا یا قیامت کے روزے کا؟ غدوّ یا غداۃ کے الفاظ صبح کے معنوں میں ہیں لیکن وہ لائے نہیں گئے۔ غرض جہاں یہ الفاظ شرعاً ثابت و جائز نہیں، وہیں لغوی اعتبار سے بھی صحیح نہیں لگتے، لہٰذا دل کی نیّت اور قصد و ارادے پر اکتفاء کرنا ہی بہتر ہے اور یہی ثابت بھی ہے۔

یوں بھی جب کوئی شخص رات کو ٹائم پیس کو چابی دے دیتا ہے۔ عورت سحری کیلئے آٹا وغیرہ تیار کر کے رکھ لیتی ہے اور چولہا ماچس سب دیکھ لیتی ہے تو یہ سارا اہتمام روزے کیلئے ہی تو ہے اور قصد و ارادے کا مفہوم ادا کر رہا ہے۔ [۴۲]

نیّت کا لغوی و شرعی معنیٰ:

اس مسئلہ کو اور بھی آسان طریقہ سے سمجھنے کیلئے لفظِ نیّت کے لغوی و شرعی معنیٰ کا علم بہت ضروری ہے، جنکی کچھ تفصیل ہم ''نماز کی نیّت'' کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں، لہٰذا اسے دہرانا تحصیلِ حاصل ہوگا۔

۴۲ خطباتِ مولانا مودودی ''روزہ''، طبع اسلامک پبلیکیشنز، لاہور،

کبار آئمہ دین کی تصریحات:

اس سلسلہ میں کبار آئمہ دین کی تصریحات بھی ہم ''نماز کی نیّت'' کے ضمن میں ذکر کر آئے ہیں، لہٰذا یہاں ان سے صرفِ نظر کر رہے ہیں۔

۴۔ مروجہ نیت اور علماء وفقہاء احناف:

نماز یا روزے کی نیت کے بارے میں یہ بات امام نووی، امام ابن تیمیہ، ابن قیم اور دیگر محقّقین علماء کے کہنے تک ہی محدود نہیں بلکہ کسی حدیث سے اس کا ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے علماء وفقہاء احناف بھی زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنے کو معتبر شمار نہیں کرتے۔ جیسا کہ نماز کی نیت کے ضمن میں صاحبِ ہدایہ علامہ مرغینانی، شیخ عبدالحق دہلوی، علامہ بدر الدین عینی، مولانا عبدالحیٔ لکھنوی فرنگی محلی، ملا علی قاری، علامہ ابن ہمام (شارح ہدایہ) مولانا عبدالغفور رمضان پوری، مجدّد الف ثانی، صاحبِ قاموس علاّمہ فیروز آبادی، علاّمہ انور شاہ کشمیری، مولانا اشرف علی تھانوی، اور معروف و متفق علیہ شخصیت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصریحات واقوال ذکر کیئے جا چکے ہیں۔ انہیں سابقہ صفحات سے دیکھ لیں یہاں انکا دوبارہ دہرانا باعثِ طوالت ہوگا۔

لمحۂ فکریہ:

علماء احناف کی کتب کے ان اقتباسات کا مفاد بھی یہی ہے کہ عبادات، خصوصاً نماز وروزہ کی مروجہ نیت سراسر خانہ ساز ہے اور ان میں سے بعض نصوص، صرف نماز کی، زبان سے

نیت کے بارے میں ہیں۔

جبکہ نماز کی طرح ہی روزے کی نیت بھی ہے اور جس طرح نماز کے لئے یہ نیت کرنا ثابت نہیں کہ میں نے فلاں نماز کی اتنی رکعتوں کی اور فلاں رکعتوں کی نیت کی اور اس نماز کے قبلہ رو ہو کر پڑھنے اور امام کی اقتداء میں یا انفرادی طور پر پڑھنے کی صراحتیں منقول نہیں ہیں بلکہ اس طرح ہی روزے کی نیت وَ بِصُوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِی رَمَضَانَ بھی قطعاً ثابت نہیں بلکہ یہ جعلی و بناوٹی اوور خانہ ساز و من گھڑت چیز ہے۔

تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس قسم کی محقّقانہ تصریحات کے باوجود معلوم نہیں کس ضد پر اڑے ہوئے ہیں کہ خود بھی وَ بِصُوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِی رَمَضَانَ کی رٹ لگائے چلے جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنی ٹیڑھی راہ پر چلنے کی رغبت دلاتے نہیں تھکتے۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ.

شرعاً اور نقلاً یہ مروجہ نیت ثابت نہیں اور عقلاً بھی یہ ایک بے معنیٰ سی بات ہے کہ جب رات کو ٹائم پیس کے الارم کو چابی بھر دی، چولھے میں تیل ڈال دیا، پاس ماچس یا لائیٹر وغیرہ رکھ دیا اور صبح کے روزے کی مکمل تیاری کر لی ہے تو پھر اب منہ سے ضرور مروّجہ الفاظ کہے گا تو ہی بات بنے گی؟ ہرگز نہیں۔ ورنہ پھر یہ تو ایسے ہی ہوگا کہ کوئی شخص کھانا کھاتے وقت کہے کہ میں یہ اسلیئے کھا رہا ہوں تا کہ میری بھوک اتر جائے اور میرا پیٹ بھر جائے۔ یا کپڑا پہنتے وقت کہے کہ میں یہ کپڑا پہنتا ہوں تا کہ میرا جسم سردی یا گرمی سے بچ جائے اور میرا ستر بھی ڈھک جائے۔

غرض ان خودساختہ الفاظ کی بجائے صرف دل کے قصد وارادے پر ہی اکتفاء کرنا چاہیئے اور لغت وشرع کی رو سے اسی کا نام نیّت ہے جو کہ تمام اعمال میں مطلوب ہے۔

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ اِلٰی سَوَآءِ السَّبِيْلِ

ابوعمران محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ الخبر

وداعیہ متعاون مراکز الدعوۃ والارشاد

الدمام، الخبر، الظہران (سعودی عرب)

تراجم وتصانیف محمد منیر قمر

نام کتاب	شائع کردہ	تاریخ طباعت
1 آئینہ نبوت (سیرت النبی ﷺ ایک اچھوتے انداز میں)	بزم الہلال، جامعہ سلفیہ فیصل آباد	1396ھ 1976ء
2 رمضان المبارک۔	بزم الہلال، طبع اول	1396ھ 1976ء
(روحانی تربیت کا مہینہ)	مکتبہ کتاب وسنت، طبع دوم	1422ھ 2001ء
3 کشف الشبہات (توحید)	الحاج علی محمد سعید الباقرین، شارجہ	1400ھ 1981ء
4 مسنون ذکرِ الٰہی (مختصر)	الحاج عامر محمد سعید الباقرین، شارجہ	1401ھ 1981ء
5 مناسک الحج والعمرہ	الحاج عامر محمد سعید الباقرین، شارجہ	1981ء
6 درآمدہ گوشت کی شرعی حیثیت	شیخ محمد صالح کندی، شارجہ	1981ء
7 خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو)	صدیقی ٹرسٹ۔ کراچی	
8 خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (انگلش)	مسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن۔ ابرڈین یونیورسٹی	1401ھ 1981ء
9 انسانی تاریخ کی خفیہ ترین تحریک	صدیقی ٹرسٹ۔ کراچی	1401ھ 1981ء
10 دعوت الی اللہ اور داعی کے اوصاف	ادارۃ الاِسلامیہ۔ فیصل آباد	1402ھ 1982ء
11 وجوبِ عمل بالسنہ اور کفر منکر	الاِدارۃ الاِسلامیہ۔ فیصل آباد	1401ھ 1982ء
12 تین اہم اصولِ دین اور شروط الصلوٰۃ	الاِدارۃ الاِسلامیہ۔ فیصل آباد	1403ھ 1983ء
13 تین اہم اصولِ دین	دارالافتاء۔ الریاض طبع اول	1985ء
۲۰۰۰ء تک (چھ ایڈیشن)	المکتب التعاونی بالبدیعہ وغیرہ	1413ھ
14 قبولیت عمل کی شرائط (طبع اوّل)	روبی جیولرز۔ دبئی	1411ھ 1991ء
(طبع دوم)	المہتاب انٹر پرائزز۔ قطر	1412ھ 1992ء
(طبع سوم)	مکتبہ کتاب وسنّت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1421ھ 2001ء

نام کتاب	شایع کردہ	تاریخ طباعت
15 مسنون ذکر الٰہی (مفصل) طبع اول	مکتبہ کتاب وسنّت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1981ء
طبع دوم	,, ,,	1994ء
طبع سوم	,, ,,	2001ء
16 سیرت امام الانبیاء (طبع اول)	مکتبہ ابن تیمیہ۔قطر	1992ء
17 شراب اور دیگر منشیات (طبع اول)	مکتبہ کتاب وسنّت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1993ء
18 سوئے حرم (حج وعمرہ) ..طبع اول	مکتبہ کتاب وسنّت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1989ء
طبع دوم	,, ,,	1995 ء
19 فقہ الصلوٰۃ (جلد اول)..طبع اول	مکتبہ کتاب وسنّت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1990ء
20 فقہ الصلوٰۃ (جلد دوم)	مکتبہ کتاب وسنّت ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1414ھ 1999ء
21 فقہ الصلوٰۃ (جلد سوم) زیر کتابت	نورِ اسلام اکیڈمی۔لاہور	
22 فقہ الصلوٰۃ (جلد چہارم)	زیر ترتیب	
23 رمضان المبارک واحکام روزہ	زیر کتابت	1421ھ 2000ء
24 احکام زکوٰۃ وصدقات	,,	
25 جہاد اسلامی کی حقیقت	مکتبہ کتاب وسنّت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1421ھ 2000ء
26 سود ورشوت	مکتبہ کتاب وسنّت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1421ھ 2001ء
27 زنا کاری وفحاشی	مکتبہ کتاب وسنّت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1421ھ 2001ء
28 چند اختلافی مسائل میں راہِ اعتدال	,,	تیار برائے طباعت
29 مقالاتِ قمر	,,	تیار برائے طباعت
30 گلدستہ نصیحت سے پچاس پھول۔	,,	1421ھ 2000ء
31 پچاس سوال وفتاویٰ احکام حیض کے بارے	,,	تیار برائے طباعت
32 محرمات (حرام امور)	,,	تیار برائے طباعت
33 ممنوعات (ناجائز امور)	,,	تیار برائے طباعت

نام کتاب	شایع کردہ	تاریخ طباعت
34 لوطت واغلام بازی	مکتبہ کتاب وسنّت ، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1421ھ 2000ء
35 انسداد زنا ولواطت کیلئے اسلام کی تدابیر	مکتبہ کتاب وسنّت ، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1421ھ 2000ء
36 سورۃ فاتحہ فضیلت ومقتدی کے لئے حکم	مکتبہ کتاب وسنّت ، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	تیار برائے طباعت
37 آمین۔ معنی ومفہوم، مقتدی کے لئے حکم	مکتبہ کتاب وسنّت ، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1421ھ 2000ء
38 رفع الیدین، جانبین کے دلائل کا جائزہ	,,	تیار برائے طباعت
39 درود شریف۔ فضائل واحکام	نورِ اسلام اکیڈمی۔ لاہور	1422ھ 2001ء
40 ظہور امام مہدی، (طبع اول)	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1420ھ 2000ء
41 مسائل قربانی وعیدین		تیار برائے طباعت
42 الامام العلاّمہ ابن باز	زیر کتابت	
43 الامام المحدّث الالبانی	زیر کتابت	
44 نماز پنجگانہ کی رکعتیں مع وِتر و تہجّد	علی فؤاد پبلشرز لاہور، توحید پبلیکیشنز بنگلور	1421ھ 2000ء
45 فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ضرورتِ جہاد	مکتبہ کتاب وسنّت ، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	2000ھ 1421ء
46 اسیرانِ جہاد اور مسئلہ غلامی	,, ,,	1422ھ 2001ء
47 جمعہ مبارک۔ فضائل ومسائل	مسودہ تیار برائے طباعت	
48 نماز باجماعت کا حکم	مسودہ تیار برائے طباعت	
49 مباحات ومکروھات ومفسداتِ نماز	مسودہ تیار برائے طباعت	
50 تفسیر سورۃ الحجرات	مسودہ تیار برائے طباعت	
51 تمباکو نوشی	مکتبہ کتاب وسنّت ، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	
52 دخولِ جنّت کے تیس اسباب	مکتبہ کتاب وسنّت ، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1421ھ 2000ء
53 انسانی جان کی قدر وقیمت وفلسفۂ جہاد	مکتبہ کتاب وسنّت ، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	1421ھ 2001ء
54 مسائل واحکام طہارت (مفصّل)	مسودہ تیار برائے طباعت	

نام کتاب	شایع کردہ	تاریخ طباعت
55 قبروں پر مساجد یا مساجد میں قبریں اور مقاماتِ نماز	مسودہ تیار برائے طباعت	
56 مسائل واحکام مساجد	مسودہ تیار، برائے طباعت	
57 نماز کیلئے مرد وزن کا لباس	مسودہ تیار، برائے طباعت	
58 وجوبِ نقاب (چہرہ کا پردہ)	مسودہ تیار، برائے طباعت	
59 اوقاتِ نماز	مسودہ تیار، برائے طباعت	
60 مسائل واحکامِ آذان و اقامت	مسودہ تیار، برائے طباعت	
61 مصنوعی اعضاء کی صورت میں غسل و وضوء	مسودہ تیار، برائے طباعت	
62 ننگے سر نماز	مسودہ تیار، برائے طباعت	
63 نماز میں عدمِ پابندی اور تارکِ نماز کا حکم	مسودہ تیار، برائے طباعت	
64 غیر مسلموں سے تعلقات اور انکے جھوٹے کھانے پانی کا حکم۔	مسودہ تیار، برائے طباعت	
65 آدابِ دعا (مقامات، اوقات وغیرہ)	مسودہ تیار، برائے طباعت	
66 حج مسنون (شارجہ ٹیلیویژن سے نشر کردہ پروگرام)	مسودہ تیار، برائے طباعت	
67 مسائل واحکام لباس و پردہ	مسودہ تیار، برائے طباعت	
68 زیارتِ مدینہ منوّرہ (آداب واحکام)	مسودہ تیار، برائے طباعت	
69 مختصر مسائل واحکامِ طہارت ونماز	مسودہ تیار، برائے طباعت	
70 عیدِ میلاد النّبی ﷺ صحیح تاریخِ ولادت مصطفیٰ، جشنِ میلاد ووفات پر	مسودہ تیار، برائے طباعت	
71 رکوع میں آکر ملنے والے کی رکعت	مسودہ تیار، برائے طباعت	

نام کتاب	شایع کردہ	تاریخ طباعت
72 خطباتِ مسجدِ بنوی ﷺ	"	"
73 خطباتِ مسجدِ حرام	"	"
74 مختصر احکام ومسائلِ رمضان وروزہ	مسودہ تیار، برائے طباعت	
75 روزہ داروں کے لئے چند ضروری نصیحتیں	مسودہ تیار، برائے طباعت	
76 رکوع میں ملنے والی کی رکعت؟	مسودہ تیار، برائے طباعت	
77 نماز وروزہ کی نیّت	مسودہ تیار، برائے طباعت	
78 رکوع سے سجدے میں جانے کی کیفیّت	مسودہ تیار، برائے طباعت	
79 مختصر فضائل ومسائلِ حج وعمرہ	مسودہ تیار، برائے طباعت	